تاجکستان: نئے عہد کا آغاز

تاجک صدر امام علی رحمانوف اور متحدہ حزبِ اختلاف کے قائد سیّد عبداللہ نوری کے درمیان ۲۷ جون (۱۹۹۷ء) کو ماسکو میں تاریخی معاہدۂ امن پر دستخط ہو گئے ہیں۔ یوں اب وسطی ایشیا کی ریاست تاجکستان میں گزشتہ تقریباً پانچ سال سے جاری خون ریز خانہ جنگی کا خاتمہ ہوتا دکھائی دینے لگا ہے۔ اس سے قبل بھی ۱۶ سے ۱۹ مئی (۱۹۹۷ء) کو کرغیزستان کے دارالحکومت بشکیک میں امام علی رحمانوف اور سیّد عبداللہ نوری نے براہ راست ملاقات کے دوران سیاسی و اقتصادی امور سے متعلق سمجھوتہ پر دستخط کیے تھے۔ دونوں رہنماؤں کے درمیان ۲۷ جون کی ملاقات دراصل گزشتہ ملاقاتوں ہی کا تسلسل ہے۔

روس، ایران، قازقستان، ترکمنستان، افغانستان اور پاکستان اس جامع معاہدہ کے اخلاقی و سیاسی ضامن کی حیثیت سے کام کریں گے۔ علاوہ ازیں یہ ممالک معاہدہ پر عمل درآمد کے کام کی نگرانی بھی کریں گے۔ اگر حکومت اور اپوزیشن کے درمیان اس سے قبل ہونے والے سمجھوتوں پر عمل درآمد ممکن ہوجاتا ہے اور نتیجتاً ملک میں امن کی بحالی کے لیے کی جانے والی توقعات برآتی ہیں تو ایسے میں ۲۷ جون کا معاہدۂ ماسکو فی الواقع ایک حوصلہ افزا خبر ہے۔ اس معاہدہ کے نتیجے میں ملک میں اب تک ممنوعہ اپوزیشن جماعتوں کو ستمبر ۱۹۹۷ء میں نہ صرف اپنی سیاسی سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت مل جائے گی بلکہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان گزشتہ پانچ برسوں سے جاری اس خانہ جنگی کا بھی خاتمہ ہوجائے گا جو اب تک ۶۰،۰۰۰ قیمتی جانوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔

معاہدہ ماسکو پر دستخط کے بعد متحدہ اپوزیشن کی جماعتوں —— حزبِ نہضت اسلامی، جمہوری پارٹی اور لعلِ بدخشاں کے علاوہ دیگر سیاسی گروہوں —— کی تاجک سیاست میں فعال جماعتوں کی حیثیت سے شرکت ممکن ہوسکے گی۔ اور یوں ملک میں کثیر جماعتی جمہوریت کی راہ ہموار ہوگی۔

قبل ازیں ۲۸ مئی ۱۹۹۷ء کو تہران میں متحدہ اپوزیشن کے ڈپٹی چیئرمین اکبر تورے جانزادہ اور تاجک حکومت کے وزیر خارجہ طلبک نذروف کے درمیان ایک سمجھوتہ پر دستخط ہوئے تھے۔ اس سمجھوتے کے تحت پاکستان، ایران، روس، ترکمنستان، کرغیزستان، ازبکستان، قزاقستان اور افغانستان کے علاوہ OSCE اور OIC تنظیمیں "قیام امن اور قومی مصالحت کے عمومی معاہدہ" پر مکمل عمل درآمد کے ضامن کے طور پر کام کریں گی۔ "قیامِ امن اور قومی مصالحت کے عمومی معاہدہ" میں مختلف

اوقات میں فریقین کے مابین طے پانے والا متعدد پروٹوکول اور سمجھوتے شامل ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۔ ۱۷ اگست ۱۹۹۵ء کو قیام امن اور قومی مصالحت کے اہم اصولوں پر ہونے والا عہد نامہ

۔ ۱۸ مئی ۱۹۹۷ء کو طے پانے والا سیاسی مسائل سے متعلق عہد نامہ

۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۶ء کو تاجک صدر امام علی رحمانوف اور متحدہ اپوزیشن کے قائد سیّد عبداللہ نوری کے درمیان طے پانے والا معاہدہ

۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۶ء کو قومی مصالحتی کمیشن کی ذمہ داریوں اور اختیارات سے متعلق عہد نامہ

۔ ۲۱ فروری ۱۹۹۷ء کو قومی مصالحتی کمیشن کے چارٹر سے متعلق عہد نامہ

۔ ۲۱ فروری ۱۹۹۷ء کو ہی قومی مصالحتی کمیشن کے چارٹر سے متعلق عہد نامہ سے ملحق ایک اور عہد نامہ

۔ ۸ مارچ ۱۹۹۷ء کو فوجی مسائل (امور) سے متعلق فریقین کے درمیان طے پانے والا عہد نامہ

۔ ۱۳ جنوری ۱۹۹۷ء کو فریقین کے درمیان طے پانے والا تارکین وطن اور پناہ گزینوں کے مسائل کے حل سے متعلق عہد نامہ

۲۷ جون کو ماسکو میں میں صدر امام علی رحمانوف اور متحدہ اپوزیشن کے سربراہ سید عبداللہ نوری کے درمیان جس معاہدہ پر دستخط ہوئے اس کے تحت مذاکرات اور سمجھوتوں کے عمل کی تکمیل پر اتفاق کیا گیا۔ اس معاہدہ میں وقتاً فوقتاً طے پانے والے سمجھوتوں اور عہد ناموں کو "قیامِ امن اور قومی مصالحت کے عمومی معاہدہ" کا لازمی حصّہ قرار دیتے ہوئے مستقبل میں خلوص نیت سے ان پر عمل درآمد پر زور دیا گیا ہے۔

کیا ۲۷ جون کو ماسکو میں طے پانے والے اس حتمی معاہدے پر عمل درآمد ممکن ہوسکے گا اور نتیجتاً تاجکستان جمہوریت کی راہ پر چل نکلے گا؟ قوی امکان یہی ہے کہ اب تاجکستان میں بغیر کسی مزید خون خرابے کے بحران کے حل کی طرف پیش رفت ممکن ہوسکے گی۔ تاجک عوام پانچ سال سے جاری خانہ جنگی کے تباہ کن اثرات سے جلد از جلد چھٹکارا چاہتے ہیں۔ اس خانہ جنگی نے انہیں موت، بھوک و افلاس اور معاشی بدحالی سے دوچار کیا ہے۔ علاوہ ازیں حکومت اور اپوزیشن کو بھی اس بات کا بخوبی احساس ہوگیا ہے کہ نہ تو حکومت اپوزیشن کا ملک سے صفایا کرنے میں کامیاب ہوسکی ہے اور نہ ہی اپوزیشن حکومت کو چلتا کر کے خود تخت اقتدار پر قابض ہونے میں کامیاب ہوسکی ہے۔ اسی پس منظر میں ۲۳ دسمبر ۱۹۹۶ء کو ماسکو میں پہلی بار تاجک صدر رحمانوف اور اپوزیشن کے قائد سیّد عبداللہ نوری براہ راست ملاقات کے نتیجے میں جنگ کے خاتمہ پر راضی ہو گئے تھے۔ اس ملاقات میں فریقین نے وقتاً فوقتاً ملاقاتیں جاری رکھنے پر اتفاق کیا تھا۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۶ء کے معاہدہ میں عبوری دور میں کاروبار حکومت چلانے کے لیے قومی مصالحتی کمیشن کی تشکیل سے متعلق متحدہ اپوزیشن کے مطالبے کو تسلیم کیا گیا تھا۔ مذکورہ معاہدہ میں اگرچہ یہ صراحت موجود ہے کہ عبوری دور (ایک سے ڈیڑھ سال تک) میں

امام علی رحمانوف ہی سربراہ مملکت کے فرائض سرانجام دیتے رہیں گے۔ تاہم معاہدہ کے تحت عبوری دور میں ملک کے سیاسی مستقبل سے متعلق اہم فیصلوں کا اختیار مشترکہ طور پر صدر اور قومی مصالحتی کمیشن کو سونپا گیا تھا۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۶ء کے معاہدہ میں دیگر اُمور سمیت طرفین کی جانب سے عسکری کارروائیوں میں حصّہ لینے والوں کے لیے عام معافی، جنگی اور سیاسی قیدیوں کے مکمل تبادلے، مکمل جنگ بندی اور یکم جولائی ۱۹۹۷ء تک مذاکرات کے ذریعے تمام متنازعہ اُمور کا حل تلاش کرنے پر اتفاق کیا گیا تھا۔ ۲۷ جون ۱۹۹۷ء کو رحمانوف۔نوری ملاقات دراصل ۲۳ دسمبر ۱۹۹۶ء کے معاہدہ ہی کا تتمہ ہے۔

فریقین کے درمیان معاہدہ طے پانے کے عمل میں فریقین کی بیرونی پشت پناہی میں کمی نے اہم کردار ادا کیا۔ اپوزیشن کے لیے ایرانی حمایت میں بوجوہ خاصی کمی واقع ہو چکی ہے۔ نیز افغانستان کے شمالی علاقوں کا مستقبل مخدوش نظر آنے لگا تھا جہاں سے اپوزیشن کے مسلح دستے تاجک حکومت کے خلاف عسکری کارروائیاں جاری رکھے ہوئے تھے۔ دوسری طرف روس کے معاشی و معاشرتی حالات اس قدر ابتر ہو گئے ہیں کہ وہ ان سے بے نیاز ہو کر دوسروں کے معاملات میں آزادانہ طور پر دخل اندازی کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہا ہے۔ روس کو یہ احساس ہو گیا تھا کہ "تاجکستان کی سرحد روسی سرحد ہے" جیسے نظریات پر وہ زیادہ عرصہ تک کاربند نہیں رہ سکتا۔ صدر بورس یلسن نے رحمانوف حکومت سے برملا یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ "روس زیادہ عرصہ تک تاجکستان کو اپنے بازوؤں پر اٹھائے نہیں رکھ سکتا۔ جو لوگ وہاں مر رہے ہیں وہ ہمارے ہی آدمی ہیں"۔ مگر روس کو اپنی قومی سرحد سے ۱۵۰۰ کلومیٹر دور جمہوریہ تاجکستان کی پہاڑی سرحد کی حفاظت کے سلسلہ میں پیش آنے والی مشکلات کا احساس کرنے میں خاصا وقت لگا۔ روسی مؤقف میں تبدیلی کا ایک سبب شاید یہ تھا کہ ۲۰ ماہ تک چیچن جنگجوؤں کے جذبۂ آزادی کو کچلنے میں بُری طرح ناکامی کے تجربے نے اس کی فوجی قوت کا پول کھول دیا تھا۔

دریں اثناء ناٹو کی مشرقی یورپ تک توسیع کی مغربی کوششوں نے روس کو اپنی مغربی سرحدوں کی خبر لینے پر مجبور کر دیا۔ تاجک حکومت کی پشت پناہی میں روسی کمی کا ایک اور سبب افغانستان میں طالبان کی شمال کی جانب پیش قدمی ہے۔ اگرچہ اُنہیں مزاحمت کا سامنا ہے مگر امکان یہی ہے کہ وہ جلد یا بدیر شمالی افغانستان کو زیرِ نگیں کر لیں گے۔ شمالی افغانستان پر طالبان کے قبضہ کا نتیجہ [روسی مؤقف کے مطابق] یہ ہو گا کہ طالبان کی صورت میں "امریکہ، مغرب اور اس کے حواریوں کے حمایت یافتہ" طالبان سابق سوویت وسط ایشیائی ریاستوں کی سرحدوں پر جا پہنچیں گے۔ جو روسی خدشات کے مطابق ان ریاستوں میں عدم استحکام کا سبب بنیں گے۔ اور نتیجتاً وسط ایشیائی ریاستوں سے وابستہ روسی مفادات کو خطرات سے دوچار کر دیا جائے گا۔ ان ممکنہ خطرات کا احساس کرتے ہوئے کریملن کے حکمران تاجکستان میں قیامِ امن اور "اعتدال پسند" تاجک حزبِ مخالف کو ریاستی اُمور میں شریک کرنے کے "پر خطر مگر لابدی" عمل کے لیے تیار ہو گئے تھے۔